بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

مسلمان من حیث القوم طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ ہیں۔ ان فتنوں میں مبتلا ہو کر ان کی اجتماعی قوت دن بہ دن کمزور ہوتی جاتی ہے۔ مسلمان معاشروں میں افتراق و تشتت کے یوں تو بہت سے عوامل ہیں جنھوں نے ہماری ملی وحدت کو پارہ پارہ کر رکھا ہے لیکن اس وقت ہم ایک ایسے فتنے کی طرف توجہ دلانی چاہتے ہیں جو خود دین کے نام پر دینی حلقوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ہماری مراد مسلمانوں میں مذہبی فرقہ بندی کی لعنت سے ہے۔ اسلام انسانیت کی شیرازہ بندی کے لئے آیا تھا۔ افتراق و تشتت اس کی حقیقی روح کے منافی ہے۔ لیکن اسلام کی امین قوم آج خود افتراق و تشتت کی شکار ہے۔ مذہب کی بنیاد پر یہ امت اتنے گروہوں اور فرقوں میں بٹی ہوئی ہے کہ ان کا احصا آسان نہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ اسلام کی واضح تاکیدی ہدایات کے باوجود مسلمانوں میں یہ کاروبار کیوں اس قدر ہمہ گیر اور وسعت پذیر ہے! فرقہ بندی کے ذمہ دار حضرات کیا قرآن نہیں پڑھتے؟ یا پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا (کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں) قرآن کریم دو ٹوک الفاظ میں مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تم مشرکوں میں سے نہ ہوجانا

نہ ان لوگوں میں سے ہوجانا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور خود گروہوں میں بٹ گئے حال یہ ہے کہ ہر گروہ اپنی جماعتی باتوں میں مگن ہے ۔

یہ ترجمہ ہے قرآن مجید کی اس آیت کا :-

ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحون (روم ۳۱ - ۳۲)

اس آیت میں قرآن مجید نے شرک اور دین کی بنیاد پر فرقہ بندی کا جس طرح ذکر کیا ہے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں ۔ شرک توحید کی ضد ہے ۔ امور دین میں عقیدہ توحید پر اگر انسان کی گرفت مضبوط ہو تو وہ فرقہ بندی جیسے فتنے کا شکار نہیں ہوسکتا ۔ توحید انسانی وحدت کی ضامن ہے اور شرک تقسیم و تفریق کو مستلزم ہے ۔

آج حالت یہ ہے کہ ایک خدا ایک نبی ایک کتاب کے ماننے کا دعوی کرنے والی امت بے شمار فرقوں میں بٹی ہوئی ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قرآن مجید نے انہیں اس سے منع نہیں کیا ہے بلکہ ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور مسلمان پورے اخلاص نیت و عمل کے ساتھ اس حکم کی بجا آوری میں لگے ہوئے ہیں ۔

حد تو یہ ہے کہ بہت سے فرقوں نے اپنی مسجدیں تک الگ بنا لی ہیں ایک ہی جگہ پر مختلف مذہبی فرقوں کی مختلف مسجدیں قریب قریب نظر آئیں گی۔ ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کی مسجد میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے ۔ ان میں سے بعض مسجدیں تو خالصۃً فرقہ بندی کی بنیاد پر تعمیر کی جاتی ہیں

اور تعمیر کے بعد اس فضا کو قائم رکھنے کا پورا اهتمام کیا جاتا ہے جس میں فرقہ بندی کے رجحانات کو فروغ ہو۔

مسجد بنانا بلا شبہ ایک نیک کام ہے بشرطیکہ مقامی طور پر اس کی ضرورت ہو۔ لیکن ایسی مسجد تعمیر کرنا جس کی بنیاد تقویٰ اور دینداری پر نہ ہو بلکہ گروهی محرکات پر ہو اسلام کی نظر میں ہرگز پسندیدہ نہیں۔ جو لوگ فرقہ‌بندی کی بنیاد پر مسجدیں تعمیر کرکے تفریق بین المسلمین کی طرح ڈالتے ہیں انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تعمیر کی جانے والی ایک مسجد کا قصہ پڑھنا چاهئے۔ اس مسجد کا ذکر عام طور پر ''مسجد ضرار'' کے نام سے آتا ہے۔ اور اس کا مختصر بیان قرآن میں بھی ہے۔

والذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المومنین و ارصاداً لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشهد انهم لکاذبون . . . . الخ

سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۷ سے ۱۱۰ تک اسی مسجد کا قصہ ہے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے سے اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکماً روک دیا۔ لا تقم فیہ ابداً آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں۔ بعد میں آپ کے حکم سے یہ مسجد ڈھا دی گئی اور جلا دی گئی۔

ہمارے مختلف فرقوں کے مذہبی پیشوا فرقہ بندی کی بنیاد پر جو مسجدیں تعمیر کرتے ہیں وہ مسجد ضرار سے وابستہ چار مقاصد میں سے دو مقصد تو پورا کرتی ہی ہیں یعنی نقصان رسانی اور تفریق بین المومنین۔

اس صورت حال نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا ہے سب جانتے ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی قوت پارہ پارہ ہوکر کمزور ہو چکی ہے ۔ مسلمان فرقہ بندیوں کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدل میں دست و گریباں ہیں ۔ وہ متحد ہوکر اسلام کے لئے کوئی ٹھوس تعمیری کام کرنے سے اس وقت تک قاصر رہیں گے جب تک کہ ان میں یہ فتنہ باقی ہے ۔

مسلمانوں میں جو لوگ صحیح فکروشعور سے بہرہ‌ور ہیں وہ اس صورت حال سے یقیناً مضطرب ہوں گے اور اصلاح حال کے لئے تدابیر بھی سوچتے ہوں گے ۔ ہمارے خیال میں سب سے بہتر صورت تو یہی ہے کہ خود وہ لوگ جو ان فرقوں کے رہنما ہیں خود ہی اس کی اصلاح کے لئے اٹھ کھڑے ہوں ۔ بصورت دیگر عامة المسلمین یا اہل حکومت کو چاہئے کہ اس سلسلے میں کوئی اصلاحی قدم اٹھائیں ۔ وما علینا الا البلاغ ۔